فی بلاد الاطہار | احمد محمد محمود مدنی

مرکزِ علم دار العلوم حقانیہ

سعودی عرب کے روزنامہ "المدینۃ المنورہ" کے تاثرات

۹ سال قبل صفر ۱۳۹۳ھ میں سعودی عرب کے صحافیوں کے ایک وفد نے دار العلوم حقانیہ کا معائنہ کیا اس وفد کے ارکان نے اخبارات میں اپنے وقیع تاثرات کا اظہار کیا۔ ہم یہاں سعودی عرب کے کثیر الاشاعت روزنامہ "المدینۃ المنورہ" سے جناب احمد محمد محمود صاحب مدنی کے تاثرات مع ترجمہ پیش کر رہے ہیں ـــــــــ (ادارہ) ـــــــــ

وکان اول برنامجنا ان نزور مدرسة دار العلوم حقانية فی (اکوڑہ خٹک) خارج مدینة پشاور۔

وهذه المدرسة هی فرع کبیر لمدرسة علمية عظيمة تاسست فی الهند وکانت مصدر التخريج عمالقة فی العلوم الاسلامية فی "ديوبند"

وبعد تقسيم شبه القارة الهنديه وانشاء دولة باکستان اراد اولئك الرواد الاوائل وفی مقدمتهم الشيخ عبد الحق المحدث انشاء مدرسة علی غرار دار العلوم فی ديوبند فی دولة الباکستان الفتية لنشر المعارف الاسلامية واعداد رجال الدعوة والتبليغ وقد خرجت هذه الدار حتی الان ۲۰۰۰ خريج يساهمون فی نشر الاسلام والتبليغ والدعوة الی الله فی اوربا وامريکه وافريقيه وشبه القارة الهندية ذاتها۔

وفی هذه الدار الان ۱۰۰۰ طالب فيهم تلاميذ من ۶ سنوات حتی المشيخوخة کلهم يطلب العلم او يستزيده۔ وکل الطلاب القادمين من خارج قرية (اکوڑہ) التی تقع علی مشارفها هذه الدار يتم توفير العلاج والمسکن والماکل والمنصرفات الاخری له مجانا۔ بالاضافة الی الکتب الدراسية واولئك الطلاب ياتون من الصين وروسيا وايران وافغانستان وتايلاند للدراسة فی هذه الدار او الجامعة بالاخری۔

آج ہمارا اولین پروگرام تھا کہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی زیارت کریں۔

یہ مدرسہ دار العلوم حقانیہ درحقیقت اس عظیم علمی تبحر دار العلوم دیوبند کی ایک بہت بڑی شاخ ہے جو ہندوستان میں قائم کیا گیا تھا جو علوم اسلامیہ کے متبحر فضلاء کا مصدر رہے۔

تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو ان پیشروؤں نے (جن کے سرخیل حضرت مولانا عبد الحق صاحب شیخ الحدیث تھے) دار العلوم دیوبند کی نہج پر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جو نوخیز پاکستان میں اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور دعوت و تبلیغ کے لیے علماء مہیا کرے اور اب تک اس علمی ادارہ سے دو ہزار فضلاء دو ہزار فضلاء سندِ فراغت حاصل کر چکے ہیں جو یورپ، امریکہ، افریقہ اور پاکستان کے اطراف و اکناف میں اسلام کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

اور اس مدرسہ میں حالاً ایک ہزار طلبہ زیر تعلیم ہیں جن میں چھ سالہ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک حصولِ علم میں مصروف ہیں۔ اور یہ مدرسہ تمام بیرونی طلبہ کی معاشی ضروریات علاج ادویہ، رہائش، طعام اور دیگر اخراجات کا کفیل ہے۔ اور جملہ طلبہ کو درسی کتابیں دار العلوم کی طرف سے دی جاتی ہیں۔ اور یہ طلبہ سرحدات چین و روس، ایران، افغانستان، تھائی لینڈ اور پاکستان کے قرب و جوار اور دور دراز سے اس مدرسہ بلکہ علمی یونیورسٹی میں حاضر ہوتے ہیں۔

والدار بها ۳ مراحل دراسية يحضر فيها الطالب ٩ سنوات والفترة الدراسية صباحية و مسائية موزعة بين ٧ ساعات كل يوم......

الدار تشكو نقصاً ملحوظاً في الكتب خاصة الكتب التي تعلم اللغة العربية - وذكر لي شير علي شاه استاذ اللغة العربية في هذه المدرسة انهم يتمنون ان تساعدهم الحكومات العربية والهيئات الاسلامية الاخرى بمجموعة من الكتب الدراسية في مناهج قواعد اللغة والنحو والصرف والبلاغة لتعينهم على الارتقاء بمستوى دراسة العربية الى المستويات العصرية -

وميزانية هذه الدار تاتيها من تبرعات الاهالي والاثرياء.... وقد حرص مؤسسوها على توفير جو الحرية العلمية لهذه الدار وذلك لانهم لا يحبون مساعدة حكومية... لهذه تاتي مساعدات مالية لهذه الدار من امريكا وبريطانيا من المسلمين الباكستانيين هناك -

وفي نية هذه الدار ادخال التعليم العصري مستقبلا متى ما توفر لها التمويل اللازم لادخال العامل و افتتاح اقسام لتعليم الطب وغيره -

ومن منطقة الحدود الشمالية الغربية - بيشاور وماحولها انطلقت دعوة السيد مفتي محمود عضو البرلمان الباكستاني على ان تكون - اللغة العربية - هي اللغة الرسمية في الباكستان - وعلل السيد مفتي محمود هذا بسببين احدهما داخلي و اخر خارجي - اما السبب الداخلي فهو لان باكستان بها اقاليم كثيرة - فهناك الحدود الشمالية الغربية - البنجاب - السند - بلوخستان ولكل هذه الاقاليم لغاتها - فلغة اقليم الحدود هي البشتو ولغة البنجاب البنجابية والسند السندية والبلوخستانية البلوشية فلا بد اذن ان تكون لهذه الدولة لغة واحدة جامعة تجمع اهل الباكستان.... ولا تتوفر شروط كافية لهذه اللغة الجامعة في غير اللغة العربية - فاللغة الانجليزية هي السائدة الان، لكن لابد من التخلص من هذه اللغة و احلال العربية مكانها....

الامر الثاني هو ان اللغة العربية هي لغة الاسلام ولغة القرآن ولغة اخواننا العرب وهي الصلة الوحيدة

دار العلوم میں درس و تدریس کے تین مراحل ہیں ہر مرحلہ میں تین سال گزارنے سے طالب علم کو مجموعی طور پر حصولِ علم میں نو سال صرف کرنے پڑتے ہیں ۔ اوقاتِ تعلیم صبح و شام سات گھنٹے ہیں ۔

دار العلوم کو کتابوں کی کمی کی شکایت شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے، خاص کر وہ کتابیں جو لغتِ عربی میں مدد دے سکیں۔ اور مجھ سے شیر علی شاہ مدرس دار العلوم حقانیہ نے یہ بھی ذکر کیا کہ مدرسہ دار العلوم حقانیہ قواعدِ لغت نحو، صرف بلاغت پر مشتمل کتابوں کی اعانت کے سلسلہ میں عرب ممالک کی توجہ کا متمنی ہے تاکہ طلبۂ علوم دینیہ دورِ حاضر کے مطابق عربی تقریر و تحریر پر عبور حاصل کرسکیں۔

بفضلِ تعالےٰ دار العلوم حقانیہ کے جملہ اخراجات مسلمان قوم کے تبرعات و اعانت سے پورے ہوتے رہتے ہیں، بانیینِ دار العلوم کی یہی کوشش ہے کہ دار العلوم اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت میں آزاد اور خود مختار ہو اور یہی وجہ ہے کہ دار العلوم حکومت کی اعانت کو محبوب نہیں سمجھتا۔ پاکستان اور دیگر ممالکِ اسلامیہ میں رہنے والے مسلمان اس ادارہ کی اعانت فرماتے ہیں۔

اور دار العلوم کے عزائم میں سے ہے کہ موجودہ عصری علوم کو بھی دار العلوم میں داخل کردیا جائے جبکہ مناسب مالی قوت میسر ہو جائے جس سے تمام ضروری شعبے بروئے کار لاسکیں، اسی طرح فنِ طب کی تعلیم و تدریس کا بھی دار العلوم ارادہ رکھتا ہے۔

دار العلوم حقانیہ میں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود صاحب نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ پاکستان کی رسمی زبان عربی ہو جائے، اور مفتی محمود صاحب نے اس کے لیے دو اسباب بیان کیے ہیں، ایک داخلی اور ایک خارجی۔ داخلی سبب تو یہ ہے کہ پاکستان چار مختلف صوبوں میں منقسم ہے جو مختلف زبانیں بول رہے ہیں۔ صوبہ سرحد میں پشتو، بلوچستان میں بلوچی، سندھ میں سندھی اور پنجاب میں پنجابی بولی جاتی ہے۔ پس پاکستان کی مختلف بولیاں بولنے والی قوم کو متحد کرنے کے لیے لغتِ عربی کو رسمی زبان قرار دیا جائے ــــ انگریزی زبان کو پاکستان سے نکال کر اس کی جگہ عربی زبان کو رواج دینا چاہیئے جو تمام خصوصیات و مزایا کی حامل ہے ــــ داخلی سبب یہ ہے کہ عربی لغت اسلام کی لغت ہے، قرآن پاک اور حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے اور ہمارے عرب بھائیوں کی زبان ہے اور یہ لغت درحقیقت باہمی اتحاد کا ذریعہ اور ممالکِ اسلامیہ کے تعاون کا سبب وحید ہے۔

للتعاون بين الدول الاسلامية كلها - فلا بد من دراستها -

شيئ هام اثار الرهبة فى نفوسنا ونحن على مشارف مدرسة دار العلوم الحقانية - ففيما كنا على وشك الانحدار اليها من الطريق الرئيسى رائينا صفوفا من الطلاب على جانبى الطريق يحملون الورود والزهور، ورائينا من ابعيد قوساً من اقواس النصر نستطيع نتبين فيه كلمة اهلاً و سهلاً -

اول ما دار فى ذهنى ان كبير وزراء المنطقة فى اضعف الاحتمالات سيزور هذه المدرسة اليوم لهذا استعدوا له بما يستحق من وسائل الترحيب - ولكن ما ان توقفت السيارة حتى وجدنا عجبا - صفوف طويلة من الطلاب على جانبى الطريق الطويل المؤدى الى مبنى الدار تهلل وتكبر وتهتف بصوت واحد — يحيا رائد التضامن الاسلامى الملك الفيصل --- اهلاً وسهلاً بضيوفنا القادمين من الاراضى المقدسة -

والتفتت ابحث عن الزميل راشد فهد الراشد الذى كان معى فى السيارة وقد دخل عليه البرد من مكان - وكان يمنى نفسه الامانى ان يجد مكانا يتدثرفيه من هذه البرد الذى قال انه لم يشهد له مثيلا: تلفتت ابحث عنه واذا هذه النداءات قد فاجأته من كل مكان .... واذا هو يخطو بخطوات خفيفة وسريعة بين ترحيب اساتذة وطلاب الدار به .... لقد طار البرد ... وحق لهذا الحماس ان يمزق حجبه تمزيقا — يا للفرق الشاسع .. كنا نحن الذين نشارك فى الاختصاص للترحيب بالضيوف القادمين الى بلادنا - وكان ابعد شيئ الى اذهاننا ان يكون لنا هذا الاستقبال الحماسى المثير الذى لا يليق مثله الا الزعماء والرؤساء وما نحن بزعماء ولا رؤساء — وانتهينا من تلك الزيادة ولم نصدق ما حمل لنا ... اجتمعت صدمة المفاجاة بضخامة الاستقبال فكان مزيجا من وقفة تامل فى كل ذلك الموقف. ما الذى دعى اولئك الرجال وكثير منهم نحن فى حساب العمر ابناؤه ان لم نكن احفاده يغرقوننا بهذا الكرم المثير لم يكن امامى الا تفسير واحد ولم اسمع لنفسى ان يكون لى غيره ان ذلك الشعور بالاحترام ومظاهر الاكرام التى قوبلنا بها انما هى رمز مجرد رمز، لما يكنه اولئك المسلمون من اقصى المد الاسلامى لهذه الارض التى جئنا منها: الجزيرة العربية التى

ایک اہم چیز جس نے ہمارے دلوں میں رعب برپا کیا جبکہ ہم دارالعلوم حقانیہ کو جی ٹی روڈ سے اترنے والے تھے ہم نے راستہ کے دونوں جانب طلبہ کے عظیم ہجوم کو قطاروں کی شکل میں دیکھا جو اپنے ہاتھوں میں گلاب اور دیگر قسم کے پھول اٹھائے ہوئے تھے اور کتبوں پر اَھلاً وَ سَھلاً کے کلمات درج تھے۔

سب سے پہلے میرے ذہن میں جو خیال گذرا وہ یہ تھا کہ شاید یہاں صوبے کے بڑے وزراء آئیں گے، اس لیے انہوں نے ترحیب و خوش آمدید کا یہ انتظام کیا ہے، لیکن جب ہماری کار کھڑی ہوئی تو ہم نے عجیب منظر دیکھا، طلبہ کی طویل قطاریں لمبے راستے کے دونوں طرف کھڑی تھیں جو سڑک سے دارالعلوم تک پھیلی ہوئی تھیں، تکبیر اور تہلیل کے نعرے ایک ہی آواز میں گونج رہے تھے "اسلامی اتحاد کا علمبردار شاہ فیصل زندہ باد ، اَھلاً وَ سَھلاً مہمانِ حرم خوش آمدید۔

مَیں اپنے دوست راشد فہد الراشد کو ڈھونڈ رہا تھا جو میرے ساتھ گاڑی میں سردی کو محسوس کر رہا تھا اور وہ کسی گرم مکان میں گرمی حاصل کرنے کا متلاشی تھا —— مَیں نے بعد از تلاش اسے دیکھا کہ وہ نرم و گرم رفتار میں خراماں تھا اور طلبہ و اساتذہ کے ترحیبی نعروں نے اس سے سردی کو اڑا دیا تھا اور اس تواضع و اعزاز کے سامنے سردی کا حجاب پھٹنا لازمی تھا۔

حیرت و تعجب ہے اس فرقِ عظیم پر کہ ادھر ہم اپنے شہروں میں ان مہمانوں کی تشریف آوری کے موقعہ پر استقبال میں شریک ہوتے تھے اور یہ بات ہماری عقول سے بہت دور تھی کہ ہمارا بھی ان مہمانوں کی طرح استقبال کیا جائے گا، مروت و شجاعت کا یہ استقبال جو صرف زعماء و رؤسا کے لیے منعقد ہوتا ہے، کون سی وہ خصوصیت ہے جس کی بناء پر ان بزرگوں نے ہمارا گرمجوشی سے استقبال کیا جن کے ہم باعتبار عمر کے اگر نواسے نہیں تو بیٹے تو ضرور ہیں میرے سامنے صرف یہی توجیہہ تھی کہ احترام و اکرام کے مناظر صرف اور صرف رمز و اشارہ ہیں کہ ہم جزیرہ عرب سے آئے ہوئے ہیں جہاں اسلام کی روشنی دُنیا کے گوشوں میں پھیلی ہے۔

بہا الاراضی المقدسة حیث شع الاسلام۔

شیر علی شاہ مدرس العلوم العربیة بہذہ الدار تکلم فی حفل خطابی اقیم عند وصولنا وما تزال کلمتہ ترن فی اُذُنی ـــــ

اننا قاصرون عن اداء فرائض الضیافة لابناء اولٰئِكَ الرجال الذین اسبغوا علینا نعمة الاسلام وعلموا العجم فی ھٰذہ البلاد الدین۔

تلی فی ذٰلك الحفل اٰیات من القراٰن الکریم۔
ما تزال حلاوتہا فی اذان کل الوفد الصحفی حتّٰی ھٰذہ الساعة سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْص۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ ـــــ تلی الشیخ اجد لطلبا کل "سورة الصف" بترتیل جمیل جمع بین جمال الصوت والتجوید فکنا ننصت بکل ما نملك من خشوع الی الاٰیات البینات وھی تنزل فی اٰذاننا حلاوة وطلاوة۔

زیارتنا لہذہ المدرسة قللت فی نظرنا زیارة ای شئ اخر فکان لنا من بعد سلوك الطریق الذی سلکة الغزاة "ممر خیبر" عودة الی راولپنڈی۔

("المدینة المنورة" پیرہ / صفر ۱۳۹۳ ھجر)

شیر علی شاہ مدرس دار العلوم حقانیہ نے استقبالی جلسہ میں خطاب کیا، جس کے کلمات اب بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔

ہم ان شخصیات کی اولاد کے فرائض مہمان نوازی کی ادائیگی میں قاصر ہیں، جنہوں نے ہم پر اسلام جیسی عظیم نعمت کو پیش کیا اور تمام عجم میں دین اسلام کی تعلیم دی۔

ایک طالبعلم مولانا فضل الرحمٰن جو مولانا مفتی محمود وزیر اعلیٰ سرحد کے برخوردار ہیں ـــــ دار العلوم حقانیہ میں زیر تعلیم ہیں، نے قرآن مجید کی چند آیات "سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ
۳ الْحَکِیْمُ ۝ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ ...... الخ ـــ خوش آوازی اور دلکش قرأت کے ساتھ تلاوت کیں۔

۔۔ ہم پوری قوتِ سکوت اور خشوع کے ساتھ آیاتِ بیّنات کو سن رہے تھے اور وہ ہمارے کانوں میں حلاوت و بشاشت مہیا کر رہی تھیں۔

اس دار العلوم کی زیارت نے ہماری نگاہوں میں دیگر مشاہد و آثار کی زیارت کی قدر و قیمت کو گھٹا دیا ہے۔

بقیہ ص۵۰۰ سے ، مرکز علم دار العلوم حقانیہ میں

دار العلوم دیوبند (ہند) کے مسلک و نہج پر رکھی۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مدارس اور ان کے معاونین پر برکتیں نازل فرمائے تاکہ یہ مدارس اپنی دعوت اور پیغام کو بحسن و خوبی انجام دیں۔

محترم بھائیو اور دوستو! آپ پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ آپ ایسی سرحد پر واقع ہیں جس کے ارد گرد دشمنانِ اسلام ہیں جو ہر وقت اس سوچ میں ہیں کہ ہم افغانستان میں اپنے اڈے بنا کر اسلامی ملکوں کو ہضم کر سکیں اور وہ اس وقت مسلمانوں کے بہت بڑے قیمتی حصہ پر قابض ہیں۔ ایک تو ان کے توسیع پسندانہ عزائم کی وجہ سے اور دوسرے خود مسلمانوں کے مابین اختلاف کی خلیج کے باعث یہ نقشہ سامنے آیا ہے ـــــــــــ اور آخر میں مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ جامعہ اسلامیہ اور جامعہ حقانیہ کے درمیان ایسا اٹوٹ رابطہ ہے کہ وہ محتاجِ بیان نہیں۔ اسلام نے اس تعلق کو مضبوط کیا ہے اور ان دونوں کا منہج و دعوت ایک ہے لہٰذا دونوں کا ایک ہی صحیح عقیدہ ہے۔ تو یہ تعلق اقویٰ اور مستحکم ہے اور مجھے اس بات سے بھی خوشی ہے کہ معادلہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گا تو یہ جامعہ اسلامیہ کے لیے شرفِ عظیم ہوگا کہ وہ جامعہ حقانیہ کے فضلاء کو قبول کرے۔

اور مجھے خوشی ہے کہ جامعہ اسلامیہ کی طرف سے جامعہ حقانیہ کو ان خدماتِ جلیلہ پر پچاس ہزار روپے میاں فضل حق صاحب ادا کریں گے۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ'